دیوانِ سالک

نعتوں کا حسین گلدستہ

از

مفسرِ شہیر حکیم الامت

مفتی احمد یار خان

علیہ الرحمہ

مُسمّٰی بِاسمِ تاریخی

محامدِ پیغمبری

۱۳۵۷ ھ

مُلقّب بہ

دیوانِ سالک

مع اضافاتِ جدیدہ

حمدِ باری تعالیٰ

اے خالق و مالک ربِّ علیٰ سُبحان اللہ سبحان اللہ
تُو ربّ ہے میرا میں بندہ تیرا سُبحان اللہ سبحان اللہ

ہم منگتے ہیں تو معطی ہے ہم بندے ہیں تو مولیٰ ہے
محتاج تیرا ہر شاہ و گدا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم جرم کریں تو عفو کرے ہم قہر کریں تُو مہر کرے
گھیرے ہے جہاں کو فضل تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ

تو والی ہے ہر بیکس کا تو حامی ہے ہر بے بس کا
ہر اک کیلئے در تیرا کھلا سُبحان اللہ سبحان اللہ

رازق ہے مور و مگس کا تو غفار ہے نیک و بد کا تو
ہے سب پر تیری جُود و عطا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم عیبی ہیں ستّار ہے تو ہم مجرم ہیں غفار ہے تو
بدکاروں پر بھی ایسی عطا سبحان اللہ سبحان اللہ

تیرے عشق میں رٹئے مُرغِ سحر، تیرا نام ہے مرہم زخم جگر
تیرے نام پہ میری جان فدا سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ سالک مجرم آیا ہے اور خالی جھولی لایا ہے
دے صدقہ رحمت عالم کا سبحان اللہ سبحان اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

(۱) نعت شریف

زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا
لبوں پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

مصیبت میں جو کام آئے گنہگاروں کو بخشوائے
وہ اِک فخرِ رُسل محبوبِ ربّ العالمین دیکھا

بنایا[۱] جس نے بگڑوں کو سنبھالا جس نے گرتوں کو
وہ ہی حلّالِ مشکل رحمۃ للعالمین دیکھا

وہ ہادی جس نے دنیا کو خدا والا بنا ڈالا
دِلوں کو جس نے چمکایا عرب کا مہ جبیں دیکھا

---

[۱] اسلام سے پہلے ملکِ عرب اخلاقی اور تمدنی حیثیت سے تمام دنیا سے زیادہ بگڑا ہوا تھا۔

(بقانی حاشیہ صفحہ ۵ پر)

بسے جو فرش پہ اور عرش تک اس کی حکومت ہو
وہ سلطانِ جہاں طیبہ کا اک نافہ نشین دیکھا
وہ آقا[۱] جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو
کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا
بھلا[۲] عالم سی شے مخفی رہے اس چشمِ حق بیں سے
کہ جس نے خالقِ عالم کو بے شک بالیقیں دیکھا
مسلمانی کا دعوےٰ اور پھر توہین سرور کی
زمانہ ـــ زمانہ بھر میں کب ایسا لعیں دیکھا
ہو لب پر اُمّتی جس کے کہیں جب انبیا نفسی
وہ عالم نے اُسے سالک شفیع المذنبین دیکھا

۲ نعت شریف

خوفِ گنہ میں مجرم ہے آب آب کیسا
جب رَب ہے مصطفیٰ کا پھر اضطراب کیسا
مجرم ہوں رُو سیہ ہوں اور لائقِ سزا ہوں
لیکن حبیب کا ہوں مجھ پر عتاب کیسا
سورج میں نور تیرا جلوہ تیرا قمر میں
ظاہر تو اس قدر ہے اس پر حجاب کیسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴) وہاں کے باشندے انسانیت کھو چکے تھے۔ آقائے دوجہاں نے صرف ۲۳ سال میں تمام ملک کی حالت پلٹ دی۔ چوروں کو رہبر بُت پرستوں کو خدا پرست اور حیوانوں کو خدا گر بنا دیا۔ ۲ (صفحہ گزشتہ) آسمان کا سورج صرف سامنے والی چیز کو چمکاتا ہے۔ مگر مدینہ کے سورج نے ہر طرف اور ہر زمانہ کے لوگوں کو ہر طرح چمکایا۔ (۱ صفحہ ہذا) حضور کی سخاوت کا یہ عالم کہ ایک صحابی کے کھیت میں لمبی ککڑی پیدا ہوئی وہ سرکار کی خدمت میں لائے انعام میں ایک لپ بھر سونا عطا ہوا مگر اپنی زندگی پاک کا یہ حال کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ہمارے گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہ جلتی تھی صرف پانی اور کھجوروں پر گزر تھی ۲ غیبوں کی غیب ذاتِ الٰہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمنائے دیدار فرمادیں تو فرمایا جائے لَنْ تَرَانِیْ جب حضور نے رب ہی کو دیکھا تو عالم کیا مخفی رہے۔

دامانِ مصطفیٰ سے مجرم مچل رہے ہیں — دارالاماں میں پہنچے خوفِ عذاب کیسا
مرقد کی پہلی شب[1] دولہا کی دید کی شب — اس شب پہ عید قرباں اس کا جواب کیسا
پڑھتا تھا جس کا کلمہ پایا انہیں نکیرو — ہو لینے دو تصدق اس دم حساب کیسا

سالک کو بخش یارب گو لائقِ سزا ہے
وہ کس حساب میں ہے اس کا حساب کیسا

(۳) نعت شریف

نورِ حق جلوہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا — شکلِ انساں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بارہا جس نے کہا تھا اَنَا بَشَرٌ اس نے — مَنْ رَاٰنِیْ بھی کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بکریاں جس نے چرائی تھیں حلیمہ تیری — عرش پر وہ ہی گیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
جس نے امت کیلئے رو کے گزاریں راتیں — وہ ہی محبوبِ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
چاند اشارے سے پھٹا حکم سے سورج لوٹا — مظہرِ ذاتِ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیکھا جب قبر میں اس پردہ نشیں کو تو کھلا
دلِ سالک میں رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا — ہوتی رہِ مدینہ میرا غبار ہوتا
آقا اگر کرم سے طیبہ مجھے بلاتے — روضہ پر صدقے ہوتا ان پر نثار ہوتا
وہ بیکسوں کے آقا بے کس کو گر بلاتے — کیوں سب کی ٹھوکروں پر پڑ کر وہ خوار ہوتا
طیبہ میں گر میسر دو گز زمیں ہوتی — ان کے قریب بستا دل کو قرار ہوتا
مرنے کے خوب لگتی مٹی مری ٹھکانے — گر ان کی رہ گزر پہ میرا مزار ہوتا

---

[1] مشہور ہے کہ قبر کی پہلی رات بھاری ہے مگر اس میں عرض ہے کہ وہ تو دولہا یعنی محمد رسول اللہ کی دیدار کی پہلی رات ہے۔ وہ تو گویا شبِ عروسی ہے کہ نکیرین ذاتِ پاک کا دیدار کرا کر پوچھتے ہیں۔ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین

یہ آرزو ہے دل کی ہوتا وہ سبز گنبد — اور میں غبار بن کر اس پر نثار ہوتا
بے چین دل کو اب تک سمجھا بجھا کے رکھا — مگر اب تو اس سے آقا نہیں انتظار ہوتا

سالک ہوئے ہم ان کے دنیا بھی ہوئے ہمارے
دل[1] مضطرب کو لیکن نہیں اعتبار ہوتا

نعت شریف (۴)

ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی جب پشت پناہ ان کا سا پایا
وہ جس کو ملے دل اس کے پھرے جو انہیں پایا تو خدا پایا

معراج کی شب ہمراہ ہیں سب سدرہ آیا کوئی نہ رہا
سدرے سے بڑھے جبریل رہے تنہا ہیں جو عرش خدا پایا

جبریل[2] کی آنکھوں سے پوچھو اسے چشم حقیقت بیں کہ تو
انہیں فرش پہ تو نے کیا دیکھا سدرے سے بڑھے تو کیا پایا

وہ جس کو ملے ایمان ملا ایمان تو کیا رحمان ملا
قرآن بھی جب ہی ہاتھ آیا جب دل نے وہ نور ہدیٰ پایا

بے مثلی حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیوں کر ہو!
نہیں کوئی تمہارا ہم پلہ نہ تیرا کوئی ہم پایہ پایا

نہیں جلوہ میں ان کے یکتا ہی کوئی آقا کہے کوئی بھائی
مومن سمجھا بندہ پرور اندھوں نے محض بندہ پایا

---

[1] یعنی ابھی دل کو اعتبار نہیں کہ ہم ان کے ہو بھی گئے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ خاتمہ کی خبر نہیں۔

[2] معراج میں حضور کی مثال سورج کی سی تھی کہ جس قدر چڑھتا ہے نور بڑھتا ہے۔ اسی لئے معراج رات دنیا والوں کی نگاہ میں طاقت دیدار نہ تھی ملائکہ بھی کچھ سدرہ تک ہی ساتھ رہ سکے۔ بڑے فرشتہ حضرت جبریل بھی آخر کار تابش انوار کی تاب نہ لا سکے۔ سدرہ پر ٹھہر گئے۔

ارشاد ہوا سورج لوٹا، پایا جو اشارہ چاند چِرا
بادل رُم جھم رُم جھم برسا جب حکم حبیبِ خدا پایا

تم ہی تو ہو وحدت کے مظہر تم ہی تو ہو کثرت کے مصدر
ہے قبلۂ حاجات آپ کا در کعبہ نے تمہیں کعبہ پایا

ستار مرے قربان ترے دنیا میں تو میرے عیب ڈھکے
محشر میں بھی عزت رکھ لینا تم سا نہ کوئی اپنا پایا

[4] صرف ایک پیالہ پانی ہے اور پینے والے چودہ سو
اس وقت ان کی ہر انگلی سے پانی کا رواں چشمہ پایا

[5] جابر کے گھر تھوڑے جَو پر مہمان کیا سارا لشکر
سب سیر ہوئے لیکن کھانا جو پہلے تھا ویسا پایا

اب تک تو کھلائے لقمۂ تر اب چھوڑ کے در ہم جائیں کدھر
پرسش ہے جہاں ناکاروں کی وہ آپ کا دروازہ پایا

دنیا سے بچا لو سالک کو کام اپنی رضا کے اس سے لو
اک یہ ہی تمنا باقی ہے اب تک تو جو کچھ مانگا پایا!

---

[1] مثل ہے لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید مگر مصطفےٰ را بچشم صدیق باید دید ابوجہل نے جہالت کی آنکھ سے دیکھ کر کہا کہ معاذ اللہ آپ حسین نہیں صدیق نے ایمانی نگاہ سے دیکھ کر جمال مصطفےٰ کے سامنے آفتاب کی کوئی حقیقت نہیں یہی آج حال ہے مومن کہتا ہے کہ ہم اپنے کو سگِ بارگاہ کہیں تو بھی بے ادبی ہے وہابی کہتا ہے وہ تو ہمارے بھائی ہیں [2] خیبر میں حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی تو حضور نے ڈوبا ہوا سورج ان کیلئے واپس فرمایا ایکبار قحط سالی پڑی تو ممبر پر دعا فرمائی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ پانی برسنا شروع ہوا۔ پھر جس طرف اشارہ کیا اُدھر ہی بادل برسا [3] حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا نور من اللہ وکل خلق من نوری حضور تو ذات باری سے بلاواسطہ مستفیض اور تمام خلق حضور سے فیض یاب (صلی اللہ علیہ وسلم) [4] ایک جنگ میں چودہ سو مسلمان پیاسے تھے پانی دُور دور نہ تھا پیالہ بھر پانی لشکر میں سے جمع کر کر اس میں ہاتھ رکھا۔ انگلیوں سے پانی جاری ہوا تمام سیر ہوئے [5] غزوۂ خندق میں حضرت جابر نے ساڑھے چار سیر جَو کی روٹی اور بکری کے بچہ کا گوشت پکایا تمام لشکر نے حضور کی برکت سے کھانا کھایا مگر کھانا اسی طرح باقی رہا ✣

۵ درُودِ شریف

جن کا لقب ہے مصطفٰے صلِّ علیٰ محمد
ان سے ہمیں خدا ملا صلِّ علیٰ محمدٍ

رُوح الامیں تو تھک گئے اور وہ عرش تک گئے
عرش بریں پکار اٹھا صلِّ علیٰ محمدٍ

خلدِ بریں ہر جگہ نام شہِ انام ہے
خلد ہے ملک آپ کا صلِّ علیٰ محمدٍ

دھوم ہے ان کی چار سُو ذکر ہے انکا کُو بکو
مظہرِ ذاتِ کبریا صلِّ علیٰ محمدٍ

جو ہو مریضِ لا دوا یا کسی غم میں مبتلا
صبح و مسا پڑھے سدا صلِّ علیٰ محمدٍ

مشکلیں انکی حل ہوئیں قسمتیں ان کی کھُل گئیں
وِردِ جنہوں نے کر لیا صلِّ علیٰ محمدٍ

شدتِ جانکنی ہو جب نزع کی جب ہو کشمکش
وردِ زباں ہو یا خدا صلِّ علیٰ محمدٍ

قبر میں جب فرشتے آئیں شکل خدا نما دکھائیں
پڑھتا اُٹھوں میں یا خدا صلِّ علیٰ محمدٍ

لاج گنہگار کی آپ کے ہاتھ میں ہے نبی
بدھے نگر ہے آپ کا صلِّ علیٰ محمدٍ

حشر میں سالک حزیں تھام کے دامنِ نبی
عرض کرے یہ برملا صلِّ علیٰ محمدٍ

۶ ترانہ ولادت

ماہِ ربیع الاوّل آیا
ربّ کی رحمت ساتھ میں لایا

وقت مبارک رات سہانی
صبح کا تڑکا ہے نورانی

ؔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر جگہ جلوہ گر ہیں حجاب ہماری آنکھوں پر ہے نکیرین اسی حجاب کو اٹھا دیتے ہیں اور جلوہ دکھا کر پوچھتے ہیں کہ ان کو پہچانا تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ نہیں۔ تو التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ میں خطاب کیوں ہے۔
شیخ عبدالحق نے اشعتہ اللمعات میں لکھا ہے کہ نمازی التحیات میں سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قلب میں جلوہ گر ہیں ایک ہی وقت میں چند جگہ آدمی دفن ہوتے ہیں اور سوال کے لئے سب کو زیارت جمالِ مصطفٰے کرائی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر جگہ جلوہ گری ہے۔

پیر کا دن تاریخ ہے بارہ — فرش پہ چمکا عرشی تارہ
آج کی رات برات رچی ہے — آمنہ کے گھر دھوم مچی ہے
گھر میں حوریں در پہ ملک ہیں — جن کی قطاریں تا بہ فلک ہیں
ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا — شور مچا اک صلِّ علیٰ کا
لو وہ اب اٹھی گرد سواری — پیدا ہوئے محبوب باری
باغِ خلیل کا وہ گلِ زیبا — کشتِ صفی کا نخلِ تمنّا
رحمتِ عالم نورِ مجسّم — صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
تم بھی اٹھو اب وقت ادب ہے، — ذکرِ ولادتِ شاہِ عرب ہے
تخت ہے اُن کا تاج ہے اُنکا — دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جنّ و ملک ہیں انکے سپاہی — رب کی خدائی میں ان کی شاہی
اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں — سارے انہی کا منہ تکتے ہیں
شاہ و گدا ہیں ان کے سلامی — فخر ہے سب کو ان کی غلامی
کعبہ کی زینت انہی کے دم سے — طیبہ کی رونق ان کے قدم سے
کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں — دھوم ہے ان کی کون و مکاں میں
آمنہ بی کو لعل مبارک — دائی حلیمہ کو بال مبارک
تم کو خلیل اللہ مبارک — تم کو ذبیح اللہ مبارک
دان کرو کچھ جشن ہے بھاری — در پہ کھڑے ہیں سارے بھکاری
در پہ ہیں حاضر اپنے پرائے — آپ کے دم سے آس لگائے
ہم تو پرانے کمین ہیں در کے — نام رکھے ہیں پدر مادر کے

چشمِ کرم اللہ ادھر ہو
سالکِ خستہ پر بھی نظر ہو



(۷) سلام

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک   یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آج وہ تشریف لایا جس نے روتوں کو ہنسایا
جس نے جلتوں کو بجھایا جس نے بگڑوں کو بنایا
عرش اعظم کا ستارا فرش والوں کا سہارا
آمنہ بی کا دلارا حق تعالیٰ کا پیارا
دو جہاں کا راج والا تخت والا تاج والا!
بے کسوں کی لاج والا ساری دنیا کا اُجالا
تم بہارِ باغِ عالم ، تم نوید ابنِ مریم!
تم پہ قربان سارا عالم آدم و اولادِ عالم
تم بناء دوسرا ہو کعبہ والے کی دعا ہو
تم ہی سب کے مدعی ہو جان نہ کیوں تم پر فدا ہو
آپ ہیں وحدت کے مظہر آپ ہیں کثرت کے مصدر
آپ اوّل آپ آخر قبلۂ دل آپ کا در
آپ کے ہو کر جئیں ہم نام نامی پہ مریں ہم
جب قیامت میں اٹھیں ہم عرض اس طرح کریں ہم
عرض ہے سالک کی آقا جانکنی کا ہو یہ نقشہ
سامنے ہو پاک روضہ اور لبوں پر ہو یہ کلمہ

(۸) کلمہ شریف

خالق کل اے ربِ علیٰ   شکر تیرا کیوں کر ہو ادا
ہم کو وہ محبوب دیا   رتبہ جس کا سب سے سوا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

کیوں خاموش ہو اہلِ صفا
ہے یہ وقت مسرت کا

یعنی آج ہوئے پیدا
شاہِ ہُدیٰ محبوبِ خدا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

قاسمِ نعمت آ پہنچے
مالکِ جنّت آ پہنچے

والئ اُمّت آ پہنچے
رب کی رحمت آ پہنچے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

جن کی خلیل[1] دعا مانگیں
جن کی مسیح بشارت دیں

جن کی گواہی پتھر دیں
جن سے سب دُکھ درد کٹیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

آج نورِ نکہتِ خلد بنا
حجرہ آمنہ بی بی کا

کعبہ بھی سجدے کو جھکا
حامئ کعبہ آ پہنچا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

آمنہ بی کو مبارک ہو
اور حلیمہ دائی کو

ہم کو مبارک اور تم کو
شاہ کی ساری اُمّت کو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

مُنکر اور نکیر جب آئیں
مَنْ رَّبُّکَ کا چرچا لائیں

چہرۂ انور جب دکھلائیں
ہم اس طرح ان کو سنائیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

سالکِ خستہ کی آفت
پوری ہو ہر ایک دُعا

جو اس محفل میں آیا
ہو اس پر بھی فضل ترا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنا کر دعا کی کہ الٰہی اس شہر میں ایک نبی پیدا فرما۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں بشارتِ عیسٰی اور دعائے خلیل ہوں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(۹) قصیدہ

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آ رہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں

زمانہ پلٹا ہے رُت بھی بدلی فلک پہ چھائی ہوئی ہے بدلی
تمام جنگل بھرے ہیں جل تھل ہرے چمن لہلہا رہے ہیں

ہیں وجد میں آج ڈالیاں کیوں یہ رقص پتوں کو کیوں ہے شاید
بہار آئی یہ مژدہ لائی کہ حق کے محبوب آ رہے ہیں

خوشی میں سب کی کھلی ہیں باچھیں رچی ہے شادی مچی ہیں دھومیں
چرند اِدھر کھلکھلا رہے ہیں پرند اُدھر چہچہا رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس[۱] کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شبِ ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابولہب[۲] جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اُسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

حبیبِ حق ہیں خدا کی نعمت بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ[۳]
خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزمِ مولد سجا رہے ہیں

---

[۱] شبِ ولادت میں ملائکہ تو درِ دولت پر کھڑے تھے مگر شیطان رنج و غم سے مارا مارا پھر رہا تھا۔ وقتِ قیامِ میلاد کوئی تو خوش ہوتا ہے اور کوئی جلتا اور بھاگتا ہے [۲] ابولہب نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا جس نے اسے ولادتِ مصطفٰے کی خوشخبری دی تھی اس کو کسی نے بعد موت خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے؟ کہا سخت عذاب میں ہوں مگر دوشنبہ کو کچھ تخفیف رہتی ہے اسی خوشی کی برکت سے، اس میں میلاد والوں کو مژدۂ عظیم ہے ؎ دوستاں را کجا کنی محروم کہ تو با دشمناں نظر داری [۳] قرآن کریم فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو حضور سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں کہ سب فانی یہ باقی اور سب اسکے طفیل ہیں تو انکی ولادت کا چرچا حکم قرآنی پر ہے

تبارک اللہ حکومت ان کی زمیں تو کیا شے ہے آسماں پر
کیا اشارے سے چاند ٹکڑے چھپا ہوا خور بلا رہے ہیں!

میں تیرے صدقہ زمینِ طیبہ فدا نہ کیوں تجھ پہ ہو زمانہ
کہ جن کی خاطر بنا زمانہ وہ تجھ میں آرام پا رہے ہیں

ہیں جیتے جی کے یہ سارے جھگڑے مچی جو آنکھیں تمام چھوٹے
کریم جلوہ وہاں دکھانا جہاں کہ سب منہ چھپا رہے ہیں

جو قبر میں اپنی ان کو پاؤں پکڑ کے دامن مچل ہی جاؤں
جو دل میں رہ کے چھپے تھے مجھ سے وہ آج جلوہ دکھا رہے ہیں

نکیرو پہچانتا ہوں ان کو یہ میرے آقا یہ میرے داتا
مگر تم ان سے اتنا تو پوچھو یہ مجھ کو اپنا بتا رہے ہیں

خدا کے وہ ہیں خدائی ان کی رب ان کا مولا وہ سب کے آقا
نہیں خدا تک رسائی ان کی جو اُن سے ناآشنا رہے ہیں

تمام دنیا ہے ملک جن کی ہے جَو کی روٹی خوراک ان کی
کبھی کھجوروں پہ ہے گزارا کبھی چھوارے ہی کھا رہے ہیں

پھنسا ہے بحرِ الم میں بیڑا اپنے خدا ناخدا سہارا
اکیلا سالک ہے تم ہیں رب مخالف ہجوم دنیا ستا رہے ہیں

۱۰ - نعت شریف

بخدا خدا سے ہے وہ جدا جو حبیبِ حق پہ فدا نہیں
وہ بشر ہے دین سے بے خبر جو رہِ نبی میں گما نہیں

اُسے ڈھونڈے کیوں کوئی دربدر وہ ہیں جان سے بھی قریب تر[1]
وہ نہاں بھی ہے وہ عیاں بھی ہے وہ چھپیں بھی وہ تو چھپا بھی ہے[2]
وہی جب بھی تھا وہی اب بھی ہے وہ چھپا ہے پھر بھی چھپا نہیں

[1] قرآن میں ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نبی مسلمانوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں اَوْلٰی کے معنی قریب کئے ہیں زیادہ قریب چیز بھی چھپ جاتی ہے جیسے کہ جان اور آنکھ خود آنکھ سے چھپی ہے ۔ [2] حضرت شیخ نے مدارج کے اول

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۵ پر)

لہ تیری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

۲ہ دو جہاں میں سب پہ ہیں وہ عیاں دو جہاں پھر ان سے ہوں کیوں نہاں
وہ کسی سے جبکہ نہیں چھپے تو کوئی بھی ان سے چھپا نہیں

۳ہ ہر اک ان سے ہے وہ ہر اک میں ہیں وہ ہیں ایک علم حساب کے
ہو بنے دو جہاں کی وہی بنا وہ نہیں جو ان سے بنا نہیں

کوئی مثل ان کا ہو کس طرح وہ ہیں سب کے مبدأ و منتہٰے
نہیں دوسرے کی جگہ یہاں کہ یہ وصف ذو کو ملا نہیں

تیرے در کو چھوڑ کے در بدر پھروں تیرا ہو کے کس کا میں منہ تکوں
تو غنی ہے سب تیرے در کے سگ وہ نہیں جو تیرا گدا نہیں

کرو لطف مجھ پہ خسروا کہ چھٹا دو غیر کا آسرا
نہ تکوں کسی کو تیرے سوا کہ کسی سے میرا بھلا نہیں

کوئی تجھ سے بچ کے کہاں رہے ہے تیرا ملک چھوڑ کہاں بسے
تو حبیب رب تیری ملک سب جہاں تو نہ ہو کوئی جا نہیں

یہ تمہارا سالک بے نوا مرض گناہ میں ہے مبتلا
تم ہی اس برے کو کرو بھلا کہ کوئی تمہارے سوا نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) کہ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ حضور کی نعت بھی ہے کہ حضور ظاہر بھی ہیں اور چھپے بھی ۳ہ ۹ کے عدد میں دو باتیں عجیب ہیں اولاً یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اکائیاں کناروں کی دو دو ملاؤ ۹ بنیں گے مثلاً ۱-۸-۱ اور ۲-۷، اور ۳-۶، اور ۴-۵ = ۹ ہونگے۔ دوم سارے ۹ کے پہاڑے میں ہر جگہ ۹ بنے گا ۹ دونی ۱۸-۹ تیا ۲۷، ۹ چوک ۳۶، ۹ پنجہ ۴۵ ان سب میں کتنو بی اکائی دہائی کو ملاؤ ۹ حاصل ہونگے اسی طرح ۱۲ نویں ۱۰۸، ۱۳ نویں ۱۱۷، ۱۴ نویں ۱۲۶ سب میں ۹ بنیں گے ۴ہ حضور کو لکڑیاں کنکر جانور سب پہچانتے ہیں تو حضور کسی کو کیوں نہ پہچانیں حضور علیہ السلام تو قیامت تک کی ہر چیز کو پہچانتے ہیں ۱۲

(حاشیہ صفحہ (۱۵) لہ حضور علیہ السلام تمام چیزوں کی اصل ہیں وکل الخلائق من نوری اور اصل اپنی فروع میں مصدر مشتقات میں ایک تمام اعداد میں موجود اسی لئے حضور تمام ... میں موجود ۲ہ حضور کا مثل محال کیونکہ حضور سب سے اول بھی ہیں اور سب سے آخر بھی ھو الاول والآخر اور سب سے پہلا اور سب سے پچھلا ایک ہی ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶ پر)

(۱۱) نعت شریف

تم ہی ہو چین اور قرار دلِ بے قرار میں — تم ہی تو ایک آس ہو قلبِ گنہگار میں
روح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے انتظار میں — سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئینگے وہ مزار میں
خاک ہے ایسی زندگی وہ کہیں اور ہم کہیں — ہے اسی زیست میں مزا جو ہو دیارِ یار میں
بارشِ فیض سے ہوئی کشتِ عمل ہری بھری — خشک زمیں کے دن پھرے جان پڑی بہار میں
دل میں جو آ کر تم رہو سینے میں تم اگر بسو — پھر ہو وہی چہل پہل اُجڑے ہوئے دیار میں
ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے — اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں
قبر کی سونی رات ہے کوئی نہ آس پاس ہے — اک تیرے دم کی آس ہے قلبِ سیاہ کار میں
فیض نے تیرے یا نبی کر دیا مجھ کو کیا سے کیا — ورنہ دھرا ہوا تھا کیا مٹھی بھر اس غبار میں
جس کی نہ لے کوئی خبر بند ہوں جس پہ سارے در — اس کا تو ہی ہے چارہ گر آئے تیرے جوار میں
[1]چار رسل فرشتے چار چار کتب ہیں دین چار — سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آتش و آب و خاک و باد ان ہی سے سب کا ہے ثبات — [2]چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں
سر تو سوئے حرم جھکا دل سوئے کوئے مصطفےٰ — دل کا خدا بھلا کرے یہ نہیں اختیار میں
[3]اس پہ گواہ ھُوَ الَّذِی شیشہ حق نما نبی — دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

(بقیہ حاشیہ ص۱۵) ہو سکتا ہے [3] قرآن فرماتا ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اللہ و رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود غنی نہیں تو سب کو غنی کس طرح فرماتے ہیں۔
ع۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں (حاشیہ صفحہ ۱۶) [1] بڑے فرشتے چار ہیں جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل علیہم السلام۔ آسمانی کتابیں چار توراۃ زبور انجیل قرآن طریقت اور شریعت دونوں کے چار چار سلسلہ ہیں حنفی مالکی شافعی حنبلی اور چشتی قادری نقشبندی سہروردی [2] پہلے نبی حضرت آدم جن کی ترکیب آگ پانی ہوا اور مٹی سے ہوئی حضور پر دورِ نبوت ختم ہو کر سلسلہ ولایت باقی رہا اس مناسبت سے چار یار ہونے چاہئیں تھے [3] آیت ھُوَ الَّذِی میں رب نے اپنی پہچان بتوسط مصطفےٰ علیہ السلام کرائی۔ اور پہچان مصطفےٰ خلفائے راشدین کے ذریعہ کرائی۔ شمع مصطفوی ایک ہے اور چار یار اس کے رنگ برنگے چار شیشے ہیں کہ شمع مصطفوی فاروقی صدیقی حیدری رنگوں میں نظر آتی ہے۔

سالکؔ رُوسیہ کا منہ دعوئ عشقِ مصطفےٰ　　پائے جو خدمتِ بلال آئے کسی شمار میں

(۱۲) نعت شریف

ہے جس کی ساری گفتگو وحیِ خدا یہی تو ہیں　　حق جس کے چہرے سے عیاں وہ حق نما یہی تو ہیں
جنکی چمک سورج میں ہے جن کا اجالا چاند میں　　جنکی مہک پھولوں میں ہے وہ مہ لقا یہی تو ہیں
جس مجرم و بدکار کو سارا جہاں دھتکار دے　　وہ ان کے دامن میں چھپے مشکل کشا یہی تو ہیں
ہر لب پہ جن کا ذکر ہے ہر دل میں جنکی فکر ہے　　گائے ہیں جن کے گیت سب صبح و مسا یہی تو ہیں
چرچا ہے جن کا چار سُو ہر گل میں جنکا رنگ و بو　　ہیں حسن کی جو آبرو وہ دل رُبا یہی تو ہیں
باغِ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہارِ آخری　　مبدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہیٰ یہی تو ہیں
یہ ہیں حبیبِ کبریا یہ ہیں محمد مصطفےٰ　　دو جگ کو جن کی ذات کا ہے آسرا یہی تو ہیں
جس کی نہ لے کوئی خبر ہوں بند جس پر سارے در　　اسکی یہ رکھتے ہیں خبر اسکی پناہ یہی تو ہیں
اُن[۱] کا مبارک نام بھی بیچین دل کا چین ہے　　جو ہو مریض لا دوا اُس کی دوا یہی تو ہیں
گن گائیں جن کے انبیا مانگیں رسل جن کی دعا　　وہ دو جہاں کے مدعیٰ صلِّ علیٰ یہی تو ہیں
جن[۲] کو شجر سجدے کریں پتھر گواہی جن کی دیں　　دکھ درد اُونٹ ان سے کہیں حاجت روا یہی تو ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) جسمانی حیثیت سے حضور آخر میں تشریف لائے مگر حقیقتِ محمدیہ سب سے پہلے اوّل ما خلق اللہ نوری ہے۔ جیسا حضرت آدم کی اولاد پاک ہیں اور روحاً والد آدم ہیں۔ لولاک لما خلقت الافلاک، پھول درخت سے ہوتا ہے مگر حقیقت میں درخت پھول سے ہے کہ پھول کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو درخت لگایا ہی کیوں جاتا۔ ہوالاوّل ہوالآخر (حاشیہ صفحہ ۱۷) قرآن میں ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ذکر اللہ سے دل چین پاتے ہیں ذکر اللہ حضور کا نام بھی ہے تو معنی ہوئے کہ رسول اللہ سے چین پاتے ہیں اسی لئے اختلاج قلب میں حضور کا اسم شریف پڑھنے سے سکون ہوتا ہے کہ اختلاج قلب کے وقت یہ آیت انگلی سے دل پر لکھے اور زبان سے پڑھتا رہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

[۲] صحیح روایت سے ثابت ہے کہ درختوں نے حضور کو سجدے کئے کنکروں نے کلمہ پڑھا اونٹ نے زانوئے پاک پر اپنا سر رکھ کر مالک کی شکایت کی کہ مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور خوراک کم دیتا ہے۔ بے عقل چیزیں انہیں حاجت روا جانیں اور انسان ان کو حاجت روا نہ مانے تو وہ جانور سے بدتر ہے۔

ہے فرش کا جو بادشاہ ہے عرش جسکے زیر پا
سالک ملا جس سے خدا وہ باخدا ہی تو ہیں

(۱۳) نعت شریف

دِل اس ہی کو کہتے ہیں جو ہو تیرا شیدائی
اور آنکھ وہ ہی ہے جو ہو تیری تماشائی

کیوں جان نہ ہو قرباں صدقہ نہ ہو کیوں ایماں
ایماں ملا تم سے اور تم سے ہی جاں پائی

خلقت کے دولہا ہیں محفل یہ انہی کی ہے
ہے انہی کی دم سے یہ سب انجمن آرائی

بادشاہ رسل چشمے بر حال گدائے خود
کر حال تباہ دے دانائی و بینائی

بے مثل خدا کا تو بے مثل پیمبر ہے
ظاہر تری ہستی سے اللہ کی یکتائی

آقاؤں کے آقا سے بندوں کو ہو کیا نسبت
احمق ہے جو کہتا ہے آقا کو بڑا بھائی

سینہ میں جو آجاؤ بن آئے مرے دل کی
سینہ تو مدینہ ہو دل اس کا ہو شیدائی

دل تو ہو خدا کا گھر سینہ ہو ترا مسکن
پھر کعبہ و طیبہ کی پہلو میں ہو یکجائی

اس طرح سما مجھ میں ہو جاؤں میں گم تجھ میں
پھر تو ہی تماشا ہو اور تو ہی تماشائی

۱؎ حضور فرماتے ہیں کہ تمام زمین مجھے سمیٹ کر دکھائی گئی۔ نیز فرماتے ہیں کہ خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئیں اور کنجی مالک کو دی جاتی ہے۔ عرش پر حضور ہی بیٹھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھنے سے پاک ہے کہ وہ جگہ سے پاک ہے۔ ۲؎ برات کا سارا مجمع دولہا کے دم سے ہوتا ہے حدیث میں ہے لولاک لما خلقت الافلاک اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان پیدا نہ ہوتے یہ حدیث معنیً صحیح ہے دیکھو موضوعات کبیر ملا علی قاری۔ تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے ہے ۳؎ حضور صفات الٰہی کے مظہر ہیں اور خدا کی صفت بے مثلیت بھی لیس کمثلہ شئی لہذا حضور بے مثل ہیں خدا اپنی خالقیت میں لاشریک لۂ اور حضور اپنی عبدیت میں لاشریک لۂ ہیں حضور فرماتے ہیں ایکم مثلی تم میں مجھ سا کون ہے امام بوصیری فرماتے ہیں منزہ عن شریک محاسنہ ۴؎ فنا فی الرسول وہ مرتبہ ہے جس میں انسان اپنے آپ کو رسول اللہ میں اس طرح گم کر دے کہ جسم تو اس میں ہو اور روح مصطفےٰ ہو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قصیدہ نعمان میں: کہ جب طرف نظر کرتا ہوں یا حبیب اللہ آپکو دیکھتا ہوں۔

اس سالکِ بیکس کی تم آبرو رکھ لینا محشر میں نہ ہو جائے آقا کہیں رُسوائی!

(۱۴) نعت شریف

وہ بندۂ خاص خدا کے ہیں اور اُن کی ساری خدائی[1] ہے
ان ہی کی پہنچ ہے خالق تک اُن تک خلقت کی رسائی[2] ہے

وہ رب کے ہیں رب ان کا ہے جو اُن کا ہے وہ رب کا ہے
بے ان کے حق سے جو ملا چاہے دیوانہ ہے سودائی ہے

وہ سخت گھڑی اللہ غنی کہتے ہیں نبی نفسی نفسی
اس وقت اک رحمت والے کو مجرم اُمّت یاد آئی ہے

اچھوں کا زمانہ ساتھی ہے میں بد ہوں مجھ کو نبھا ہو تم
کہلا کے تمہارا جاؤں کہاں بے کس کی کہاں شنوائی ہے

آ جاؤ بدن میں جاں ہو کر اور دل میں رہو ایماں بن کر
ہے جسم تیرا یہ جان تری اور دل تو خاص کمائی ہے

آنکھوں میں ہیں لیکن مثل نظر یوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جاں
ہیں مجھ میں و لیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے

اللہ کی مرضی سب چاہیں اللہ رضا[3] اُن کی چاہے
ہے جنبشِ لب قانونِ خدا قرآن و خبر کی گواہی ہے

---

[1] اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ - کوثر سے مراد ہے عالم کثرت یعنی خدا کے سوا صحابہ کرام نے حضور سے جنت مانگی معلوم ہوا کہ خلقت کے مالک ہیں - [2] قرآن فرماتا ہے کہ اگر یہ مجرم قصور کر کے آپ کی بارگاہ میں آ دیں - اور آپ ان کی شفاعت کریں تو ہم گناہ معاف کریں گے - بغیر حضور کے واسطے خدا تک رسائی محال - [3] وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی پروردگار آپ کو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہو جائیں گے - تمام لوگ قانون کی پابندی کرتے ہیں اور قانون حضور کی - ایک بار فرمایا کہ اگر ہم کہہ دیتے کہ ہر سال حج فرض ہے تو ایسا ہی ہو جاتا اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب سلطنتِ مصطفٰے اور شانِ حبیب الرحمٰن میں دیکھو ☆

مالک ہیں خزانۂ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں
دی خلد جنابِ ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے
دنیا کو مبارک ہو دنیا اللہ کرے وہ مجھ کو ملیں!
ہر سر میں جن کا سودا ہے ہر دل جن کا شیدائی ہے
گو سجدۂ سَر اُن کو منع لیکن دل و جاں ہیں سجدہ کناں
ہے حکمِ شریعت سر پہ رواں دل و جاں نے معافی پائی ہے
وہ کعبۂ سَر ہے یہ قبلۂ دل وہ قبلہ تن ہے یہ کعبۂ جاں
سر اس پہ جھکا دل ان پہ فدا اور جان ان کی فدائی ہے
لکڑی نے کیا ان سے شکوہ اونٹوں نے کیا ان کو سجدہ
ہیں قبلۂ حاجات عالم کے سالکؔ کیوں بات بڑھائی ہے

(۱۵) نعت شریف

بشر وہ ہے جس کو تیری جستجو ہے — وہی لب ہے جس پر تیری گفتگو ہے
تری یاد آبادیٔ خانۂ دل — دلوں کی تمنا تیری آرزو ہے
اُسے ایک اللہ نے ایک بنایا — وہ ہر وصف میں لاشریک لہٗ ہے

۱؎ حضرت ربیعہ ابن کعب سے فرمایا کچھ مانگ لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں فرمایا کچھ اور مانگو عرض کیا یہی کافی ہے۔ شیخ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تمام خزانہ خداوندی حضور کے قبضہ میں ہیں۔

۲؎ حقیقت یہ ہے کہ کعبہ بھی اسی لئے قبلہ بنا کہ اُسے حضور نے کعبہ بنا دیا قرآن کریم فرماتا ہے: فلنولینک قبلۃ ترضٰھا اچھا ہم اسی طرف آپ کا منہ کیے دیتے ہیں جس کو آپ چاہیں پہلے بیت المقدس قبلہ تھا حضور کی خواہش پر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ اس وقت بیت المقدس کعبہ جسم تھا اور کعبہ قبلۂ دل اسی طرح آج کعبہ قبلہ جسم اور حضور قبلۂ دل خود کعبہ نے حضور کو سجدہ کیا۔ دیکھو مدارج ۔
اور پروانہ ہیں ہوئے جو کعبہ پر نثار — شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

میں وہ سگ نہیں ہوں بہت در ہوں جس کے
میں وہ سگ ہوں جس کا فقط ایک تو ہے

نماز و اذاں کلمہ و ذکر و خطبہ
یہ سب پھول ہیں ان کا تو رنگ و بو ہے

تمہاری سلامی نمازوں میں داخل[1]
تصوّر تیرا شرطِ مثلِ وضو ہے

تمہاری اطاعت خدا کی عبادت[2]
تیرا تذکرہ ذکرِ حق ہو بہو ہے

دمِ نزع سالک کا سر ہو ترا در
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

(۱۶) نعت شریف

جنہیں خلق کہتی ہے مصطفےٰ میرا دل انہیں پہ نثار ہے
میرے قلب میں ہیں وہ جلوہ گر کہ مدینہ جن کا دیار ہے

ہے جہاں میں جن کی چمک دمک ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہ ہی اک مدینہ کے چاند ہیں سب انہیں کے دم کی بہار ہے

وہ جھلک دکھا کے چلے گئے میرے دل کا چین بھی لے گئے
میری روح ساتھ نہ کیوں گئی مجھے اب تو زندگی بار ہے

وہی موت ہے وہی زندگی جو خدا نصیب کرے مجھے
کہ مرے تو ان ہی کے نام پر جو جیئے تو ان پہ نثار ہے

[1] اگر نماز میں کسی کو بھول کر بھی سلام کیا جاوے تو نماز جاتی رہے گی۔ مگر عین نماز میں حضور کو سلام کرنا واجب ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ حضرت صدیق نے عین نماز کی حالت میں حضور کا ادب کیا کہ نماز پڑھا رہے تھے حضور تشریف لے آئے فوراً مقتدی ہو کر پیچھے ہٹ آئے اور حضور اس وقت سے امام ہوئے۔

[2] ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اگر کسی کو حضور پکاریں اور وہ نماز میں مشغول ہو۔ تو ضروری ہے کہ نماز قطع کر کے حاضر ہو دیکھو تفسیر یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم اور مشکوٰۃ باب فضائل القرآن بلکہ بعض کے نزدیک نماز ہی میں رہے گا کہ تمام نہ کرکے آوے پھر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہاں سے ہی پڑھے کہ اگرچہ سینہ کعبہ سے پھر گیا مگر کعبہ کے کعبہ کی طرف پھرا۔ اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن اور جاء الحق میں دیکھو۔

وہ ہے آنکھ جس کے یہ نور ہیں وہ ہے دل جس کے یہ سرور ہیں
وہ ہی تن ہے جس کی یہ روح ہیں وہ ہے جاں جو اُن پہ نثار ہے
جو کرم سے اپنے شہِ امم رکھیں مجھ غریب کے گھر قدم
مرے شاد کی نہ ہو شان کم کہ گدا پران کا پیار ہے
وہ لے اس غریب کا خم کدہ بنے رشکِ خلد بریں سہا
کرے ناز اپنے نصیب پر بنے شاہ وہ جو گنوار ہے!
دم نزع سالک بے نوا کو دکھانا شکلِ خدا نما
کہ قدم پر آپ کے نکلے دم بس اسی پہ دار مدار ہے

۱۷ منظوم تفسیر

جوت سے ان کی جگ اوجیالا
وہ سورج اور سارے تارے
اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ
تم رب کے ہم سب ہیں تمہارے
یُعۡطِیۡ رَبُّکَ حَتّٰی تَرۡضٰی
مرضی رب ہیں تمہارے اشارے
کلمہ[1] وخطبہ نماز و اذاں میں
بولتے ہیں سب بول تمہارے
اہل زمیں کے نصیبے چمکے
جب وہ فرش سے عرش سدھارے
ہم نے ناؤ بھنور میں ڈالی
تم اس ناؤ کے کھیون ہارے
ہم نے ہمیشہ کام بگاڑے
تم نے بگڑے کام سنوارے
آقا حشر میں عزت رکھنا
عیب نہ یہ کھل جائیں ہمارے
ہم کو نہ دیکھو آپ کو دیکھو
گو بد ہیں کس کے ہیں؟ تمہارے

[1] کلمہ طیبہ جو اصل عبادات ہے اس میں حضور داخل تو نماز میں ان کا ذکر کیوں داخل نہ ہو۔ بلکہ ذکر اللہ وہ ہی ہے جو ذکر رسول کے ساتھ ہو۔ اسی لئے مخالفین اسلام کو ذاکر الٰہی نہیں کہہ سکتے اگرچہ عمر بھر یاد خدا کرنے کے مدعی ہوں۔

در کے[1] کمین ہیں غیر نہیں ہیں — پھرتے پھریں کیوں مارے مارے
تھوڑی زمین جو مدینہ میں دے دو — آن پڑیں قدموں میں تمہارے
نزع میں قبر میں اس سالک کو — چاند سی شکل دکھانا پیارے

(۱۸) نعت شریف

اے صبا تیرا گزر ہو جو مدینہ میں کبھی — جانا اس گنبدِ خضرا میں کہ ہیں جس میں نبی
ہاتھ سے اپنے پکڑ کر وہ سنہری جالی — عرض کرنا میری جانب سے بصد شوق دلی
ہے تمنّا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی — اپنی آنکھوں کو ملوں آپکی چوکھٹ سے نبی
عمر ساری تو کٹی لہو ولعب میں آقا — زندگی کا کوئی لمحہ نہیں اچھا گزرا
سارے اعمال سیہ جرم سے دفتر ہے بھرا — آرزو ہے کہ گناہوں کا ہو یوں کفارا
ہے تمنّا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی! — اپنی آنکھوں کو ملوں آپکی چوکھٹ سے نبی
عرض کرنا کہ کہاں مجھ سا کمینہ گندہ — اور وہ شہر کہاں جس میں ہوں محبوبِ خدا
ہاں سُنا ہے کہ نبھاتے ہیں بُروں کو مولا — اس لئے آپ کے دروازے پہ دیتا ہے صدا
ہے تمنّا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی! — اپنی آنکھوں کو ملوں آپکی چوکھٹ سے نبی
آرزو دل کی ہے جب بند ہو حرکت دل کی — آنکھ پتھرائے مجھے آئے اخیری ہچکی
رُوح جانے لگے جب چھوڑ کے جسمِ خاکی — جسم طیبہ میں ہو اور جان چلے سوئے نبی
ہے تمنّا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی! — اپنی آنکھوں کو ملوں آپکی چوکھٹ سے نبی
یا نبی اس کے سوا اور میں کیا عرض کروں — آپ کا ہو کے جیوں آپ کا ہو کر ہی مروں
آپ کے در سے بلا آپ کے در پر ہی مٹوں — جان تم سے ملی تم پر ہی نچھاور کر دوں
ہے تمنّا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی! — اپنی آنکھوں کو ملوں آپکی چوکھٹ سے نبی

---

[1] شاہی محل میں نوکروں چاکروں خدمتگاروں کیلئے بھی گھر بنا دیئے جاتے ہیں کہ وہاں رہیں اور خدمت کریں عرض کیا ہے کہ ہم غیر نہیں ہیں آپ کے در کے کمین ہیں شاہی محل یعنی مدینہ منورہ میں تھوڑی زمین دے دو کہ پاس ہی آن بسیں۔ [2] کل الخلائق من نوری تمام مخلوق میرے نور سے ہے ؂

گر میسّر نہیں سالک کو حضورِ بدنی ! | روح حاضر ہے مگر مثلِ اویس قرنی
جسم ہندی ہے مرا جان ہے میری مدنی | یا خدا دُور کسی طرح ہو بُعدِ مدنی
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی ! | اپنی آنکھوں کو ملوں آپکی چوکھٹ سے نبی

(۱۹) نعت معروضہ بزبانِ ہندی

صُورت مت بھولنا پیا ہماری | تمری ہی اک آس ہے ہم تمرے داسی
پی نگری کی پہلی منزل[1] سیکھیں چھوڑ ساتھ | اس گھونگھٹ کی لاج ہے اب پیا تمہارے ہاتھ
رسّی چھوٹی ہاتھ سے مورے اور نیا منجدھار | تم جو بھیّاں چھوڑ دیو پیارے کون لگادے پار
جگ[2] نے چھوڑا رات پتا نے گھر سے دیو نکاس | تم راجہ کے چرن پڑوں ہیں اب تمری ہے آس
گھر گھر جھانکا در در مانگا سب گئے آنکھ بچائے | اک تم سنگ نہ چھوڑیو کہ کوئی ہمار روتائے
بس ہنیاری چلی پیا گھر جانوں کام نہ کاج | اے سیّاں بیاں پکڑے کی تم ہی رکھیو لاج
کھیل کود میں عمر گنوائی سو کاٹے دن رین | جب پی گھر سے آئی بُلکیا ٹپ ٹپ ٹپکت نین
سیس پہ گٹھڑی ڈگر کٹھن گھائل مورے پاؤں | پیارے تم ہی سنبھالیو جب ڈگمگ میں ہو جاؤں
تم کچھ کرپا کرو تو سالک برا بھلا بن جائے | کھوٹا کھرا نہ دیکھے پارس[3] کندن سبھی بنائے
تیل جو نبڑے بتی بجھے دیا میرا بڑھ جائے | سانچے سورج جوت تمہاری سالک پہ پڑ جائے

[1] آخرت کی پہلی منزل قبر ہے وہاں ہی سب نے ساتھ چھوڑ دیا تو آگے کیا کام آویں گے۔ سیّا ان عیبوں کو تم ہی چھپانا۔

[2] روزِ قیامت ماں باپ قرابت دار کام تو کیا آنے پہچان بھی نہ سکیں گے انبیاء بھی نفسی نفسی فرمائیں گے سوائے حضور کے کوئی مددگار نہ ہوگا۔ آج تو سب کو معلوم ہے کہ حضور ہی شفیع المذنبین ہیں مگر قیامت میں سارے ہی بھول جائیں گے کہ شفیع المذنبین کون ہے حتیٰ کہ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی پیغمبر بھی آپکا پتہ نہ دے گا تا کہ دنیا ہر جگہ بھیک مانگ کر دیکھ لے کہ آج سوائے حضور کے کوئی شفیع نہیں ورنہ شاید کوئی کہتا کہ اس شفاعت میں حضور کی کیا خصوصیت ہے یہ تو اور جگہ بھی ہو جاتی۔

[3] پارس جس لوہے سے چھو جاتا ہے اس کو سونا بناتا ہے لوہا چاہے خراب گندہ ہو لہذا عرض ہے ہم تو خراب لوہے ہیں اور آپ پارس [4] یعنی جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے لگے تو اے مدینے کے آفتاب اپنی روشنی دینا۔

(۲۰) قصیدہ

تضمین بر نظم منسوب بہ زین العابدین رضی اللہ عنہ

ایسا کوئی محرم نہیں پہنچائے جو پیغام غم — تو ہی کرم کر دے تجھے شاہِ مدینہ کی قسم
ہو جب کبھی تیرا گزر بادِ صبا سوئے حرم — پہنچا میری تسلیم اس جا ہیں جہاں خیر الامم
ان نلت یا ریح الصبا یوماً الیٰ ارض الحرم — بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحتشم

ہیں دوں تجھے ان کا پتہ گر نہ تو پہچانے صبا — حق نے انہی کے واسطے پیدا کیے ارض و سما
رخسار سورج کی طرح ہیں چہرہ ان کا چاند سا — ہے ذاتِ عالم کی پناہ اور ہاتھ دریا جود کا
من وجہہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ — من ذاتہ نور الہدیٰ من کفہ بحر الہمم

حق نے انہیں رحمت کہا اور شافع عصیاں کیا — رتبہ میں وہ سب سے سوا ہیں ختم ان سے انبیاء
وہ مہبطِ قرآں ہیں ناسخ ہیں جو ادیان کا — پہنچا جو یہ حکمِ خدا سارے صحیفے تھے فنا
قرآنہ برہاننا نسخا الادیان مضت — اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم

یوں تو خلیلِ کبریا اور انبیاء باصفا — مخلوق کے ہیں پیشوا سب کو بڑا رتبہ ملا
لیکن ہیں ان سب سے سوا درِ یتیم آمنہ — وہ ہی جنہیں کہتے ہیں سب مشکل کشا حاجت روا
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علیٰ عصیاننا — مجبورۃ اعمالنا طمعا و ذنبا والظلم

اے ماہِ خوبانِ جہاں اے افتخارِ مرسلین — گو جلوہ گر آخر ہوئے لیکن ہو فخر الاولین
فرقت کے یہ رنج و عنا اب ہو گئے حد سے سوا — اس ہجر کی تلوار نے قلب و جگر زخمی کیا
وہ لوگ خوش تقدیر ہیں اور بخت ہے انکا رسا — رہتے ہیں جو اس شہر میں جس میں کہ تم ہو خسروا
سب اولین و آخریں تارے ہیں تم مہر مبیں — یہ جگمگائے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں
اکبادنا مجروحۃ من سیف ہجر المصطفیٰ — طوبیٰ لاہل بلدۃ فیہا النبی المحتشم

اے دو جہاں پر رحمِ حق تم ہو شفیع المجرمین — ہے آپ ہی کا آسرا جب یا نفسی مرسلین
اس بیکسی کے وقت میں جب کوئی بھی اپنا نہیں — ہم بیکسوں پر نظر ہو اے رحمۃ للعالمین

یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین
اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا الکرم

اس سالکِ بدکار کا گو حشر میں کوئی نہیں
لیکن اسے کیا خوف ہو جب آپ ہیں اسکے معین

مجرم ہوں میں غفار رب اور تم شفیع المذنبین
پھر کیوں کہوں بیکس ہوں میں یا رحمۃ للعالمین

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی مرکب والمزدحم

(۲۱) قصیدہ

معروضہ بہ بارگاہ امیر المومنین امام المتقین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بہتری جس پر کرے فخر وہ بہتر صدیق
سروری جس پہ کرے ناز وہ سرور صدیق

چمنستانِ نبوت کی بہارِ اوّل
گلشنِ دین کے بنے پھلے گلِ تر صدیق

بے گماں شمع نبوت کے ہیں آئینہ چار
یعنی عثمان و عمر حیدر و اکبر صدیق

سارے اصحاب نبی تارے ہیں امت کیلئے[۱]
ان ستاروں میں ہیں مہر منور صدیق

ثانی اثنین ہیں بو بکر خدا میرا گواہ[۲]
حق مقدم کرے پھر کیوں ہوں مؤخر صدیق

زیست میں موت میں اور قبر میں ثانی ہی رہے
ثانی اثنین کے اس طرح ہیں مظہر صدیق

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ کے ہیں یہ فرد کامل
حشر تک پائے نبی پر ہیں دھرے سر صدیق

ان کے مدّاح نبی ان کا ثنا گو اللہ
حق ابوالفضل کہے اور پیمبر صدیق

[۱] احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت عظام نوامت کی کشتی ہیں اور صحابہ کرام ستارے اور مسافر دریا کو کشتی کی بھی ضرورت ہے اور ستاروں کی بھی لہٰذا اہل سنت ہیں ہیں کہ ان کو کشتی اور ستارے دونوں حاصل ہیں [۲] روافض جلتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلافت پہلے کیوں ملی۔ مگر خدا سے لڑتے ہیں وہ انہیں اپنے حبیب کا ثانی فرما چکا اب انہیں تیسرا کون کرتا۔

[۳] ایک بار تمام گھر کا سارا مال راہِ خدا میں خیرات کر دیا۔ اور ایک بار ہجرت میں جان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دی۔

بال بچوں سب کے لئے گھر میں خدا کو چھوڑیں[1] مصطفٰے پر کریں گھر بار نچھاور صدیق
ایک گھر بار تو کیا غار میں جان بھی دیدیں سانپ ڈستا ہے لیکن نہ ہوں مضطر صدیق
کہیں گرتوں کو سنبھالیں کہیں روٹھوں کو منائیں کھودیں الحاد کی جڑ بعد پیمبر صدیق
علم میں زہد میں بے شبہ تو سب سے بڑھکر[2] کہ امامت سے تری کھل گئے جوہر صدیق
اس امامت سے کھلا تم ہو امام اکبر تھی یہ ہی رمز نبی کہتے ہیں[3] حیدر صدیق
تو ہے[4] آزاد سقر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق

(۲۲) قصیدہ

معروضہ بیارگاہ امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ

بہارِ باغِ ایمان حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں چراغِ بزمِ عرفاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
نمایاں آپ[5] کی ہر ادا سے شانِ فاروقی خدا کی تیغ براں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کے مصداق اعلیٰ ہیں مٹانِ کفر و طغیاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں

---

[1] لہ بعد وفات مصطفٰے علیہ السلام حضرت عمر فاروق و دیگر صحابہ کرام کو غشی سے بیدار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منایا۔ مانعین زکوٰۃ مرتدین کو تہ تیغ کیا۔

[2] لہ حضور نے مرض وفات میں فرمایا کہ جس مجمع میں ابوبکر ہوں اس میں کسی کو امامت کا حق نہیں اور افضل ہی کو امام بنایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہیں۔

[3] لہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے صدیق کو چنا ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے چن لیا۔

[4] لہ آپ کا نام عتیق ہے یعنی آزاد۔

[5] لہ فاروق بمعنی الگ الگ کرنے والا جیسے فرقان۔ حضرت عمر نے کافر و مومن کو الگ الگ کر دکھایا ؎

رسول[1] اللہ نے فاروق کو اللہ سے مانگا — عطاءِ ربِ سبحان حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں
چُنا اس پاک نے دیں کیلئے اس پاک ستھرے کو — جلیبِ دین داراں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں
جنیبِ[2] حق ہیں طیّب ان کے ساتھی بھی طاہر ہیں — چنیدہ بہرِ پاکاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں
نہ کیوں وہ ذات چمکے جس نے دینِ پاک چمکایا — جہاں کے مہرِ تاباں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
عمر عامر ہیں دین کے حق تعالیٰ ان کا ناصر ہے — دلِ مومن کے تاباں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
رہے گا نام ان کا تا ابد کونین میں روشن — سپہرِ دین پہ رخشاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
عمر[3] کافی نبی کو حسبک اللہ سے یہ ثابت ہے — ہے شاہد جن پہ قرآں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
وہ عالم دبدبہ کا کانپتے ہیں قیصر و کسریٰ — ہے جن سے دین کی شاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
خزانے روم و فارس کے لٹاتے ہیں مدینہ میں — فیوضِ حق کے باراں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
مگر اس[4] حال میں دھو دھو کر اک کرتا پہنتے ہیں — ہے نازاں جن پہ تقویٰ حضرت فاروقِ اعظم ہیں
مسلماں رات بھر سوئیں عمرِ فاروق پہرا دیں — رعایا کے نگہباں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
پکارا[5] ساریہ کو اک مہینہ کی مسافت سے — جسے ہر جا ہو یکساں حضرت فاروقِ اعظم ہیں

---

[1] تمام تو اسلام کو چاہتے ہیں اور اسلام نے فاروق کو چاہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔ کہ خدایا اگر تو اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے تو یا تو عمر کو ہدایت ایمان دے یا ابوجہل کو حضرت فاروق کے حق میں دعا قبول ہوئی۔ لہٰذا آپ بلائے ہوئے اسلام میں آئے ہیں۔

[2] حضور اللہ کے محبوب ہیں ان کی صحبت کے لئے بھی پاک لوگ چنے گئے۔ پھول کی صحبت میں مٹی بھی مہک جاتی ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ ان کے صحبت یافتہ بے فیض رہیں۔ آفتاب آسمان پر رہ کر ناپاک زمین کو پاک کرتا ہے تو مدینہ کے آفتاب کا کیا کہنا۔

[3] حضرت عمر کے ایمان لانے پر ملائکہ نے مبارکبادیاں پیش کیں اور آیت نازل ہوئی یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اے نبی آپ کو اللہ اور یہ مومن کافی ہیں معلوم ہوا کہ غیر خدا کی حمایت لینا جائز ہے۔

[4] جس زمانہ میں مدینہ پاک میں سونے چاندی کے خزانے آرہے تھے ایک جمعہ کو حضرت عمر فاروق نماز میں دیر سے پہنچے اور فرمایا کہ میرے پاس ایک کرتا ہے اس کو دھونے میں دیر ہوئی۔

[5] نہاوند میں جنگ ہوری تھی حضرت ساریہ سالار لشکر بے خبر تھے پیچھے سے کفار نے حملہ کرنا چاہا یہاں مدینہ سے پکارا اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو اور آواز پہنچ گئی جس سے حضرت ساریہ اور تمام لشکر اسلام بچ گئے۔

ہیں داماد[1] علی و نازنین حضرت زُھــرہ ہے سالک جن پہ نازاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں

(۲۳) قصیــدہ

معروضہ بارگاہ حضرت ذُو النّورین امام المسلمین عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خلق پہ لطفِ خدا حضرت عثمان ہیں
جملہ مرض کی دوا درد کے درمان ہیں

دستِ[1] شہِ دوسرا جو کہ یدُاللہ تھا
ہاتھ ہے آپ کا آپ وہ ذی شان ہیں

نورِ دل و عین ہیں صاحب نورین ہیں[2]
سب کے دل کے چین ہیں مومنوں کی جان ہیں

گلشنِ دین کی بہار مومنوں کے تاجدار
عزتِ ہر ذی وقار زینتِ ایمان ہیں

آپ ممدوحِ جہاں خلقِ خدا مدح خواں
کیا ہے اگر بدگماں چند بے ایمان ہیں

حق نے وہ رتبہ دیا تم غنی ہم سب گدا
کیا کہوں میں تم ہو کیا عقل و دل حیران ہیں

جو ہیں امامِ انام جس کے ہم سب ہیں غلام
مرجع ہر خاص و عام حضرتِ عثمان ہیں

بابِ سخا[3] کھل گیا دیکھ جو یہ ماجرا
غازیانِ مصطفٰے بے سروسامان ہیں

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو فرمایا گیا یدُاللہ اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب حضور نے لوگوں سے بیعتِ رضوان لی۔ حضرتِ عثمان بھیجے ہوئے مکہ مکرمہ گئے تھے تو حضرت نے اپنے بائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور داہنا ہاتھ محمد رسول اللہ کا ہے اور ان کی طرف سے خود بیعت لی ع۔ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ [2] حضرت عثمان آگے پیچھے حضور کی دو صاحبزادیوں رقیہ و ام کلثوم کے شوہر ہیں اسی لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہتے ہیں۔ حضور کے کل تین داماد ہیں۔ حضرت علی ابو العاص عثمان رضی اللہ عنہم۔ حضور نے فرمایا اگر میرے اور بھی لڑکیاں ہوتیں تو میں اے عثمان آگے پیچھے تمہارے ہی نکاح میں دیتا [3] ایک غزوہ کے موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو چندہ دینے کا حکم دیا۔ تین بار میں حضرت عثمان نے تین سو اونٹ اور تین سو دینار حاضر کیے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر فرمایا کہ عثمان کو اب کوئی عمل مضر نہ ہوگا۔ یعنی آیندہ گناہ ان سے ہوگا ہی نہیں۔

تم غنی سالک گدا اک نظر بہر خدا آپ جہاں کے لئے رحمت رحمان ہیں

قصیدہ (۲۴)

بیارگاہ امیر المومنین امام الاشجعین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بیاں کس منہ سے ہو اس مجمع البحرین[1] کا رتبہ جو مرکز ہے شریعت کا طریقت کا ہے سرچشمہ

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ

وہ ہے خاموش قرآں اور یہ قرآن ناطق ہیں نہیں[2] جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رستہ

دلھن زہرہ عمر داماد اور حسنین سے بیٹے تری ہستی ہے اعلیٰ اور بالاتر ترا کنبہ

نبی کی نیند پر اس نے نماز عصر قرباں کی جو حاضر کر چکا تھا اس سے پہلے جان کا ہدیہ

نہ کیونکر لوٹتا اس کیلئے ڈوبا ہوا سورج کہ جب اس چاند کے پہلو میں اک سورج کا تھا جلوہ

تعالی اللہ تری شوکت تری صولت کا کیا کہنا کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

مسلمانو رسول اللہ کی الفت اگر چاہو کرو اس کی غلامی جس کا ہر مومن ہوا بندہ

---

[1] شریعت کے بھی آپ امام ہیں اور طریقت تو آپ ہی سے پھیلی [2] اہل بیت عظام اور قرآن لازم ملزوم ہیں جہاں قرآن نہیں یہ نہیں اور جہاں یہ نہیں قرآن نہیں رافضی قرآن اور اہل بیت دونوں سے محروم [3] خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا کو مولی علی نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔ اعتراض کیا گیا کہ شوہر اپنی میت بیوی کو غسل نہیں دے سکتا فرمایا میں دے سکتا ہوں میرا نکاح موت سے نہیں ٹوٹا حضور نے فرمایا تھا کہ اے علی فاطمہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہیں [4] ہجرت کے موقعہ پر بستر رسول اللہ پر لیٹ گئے۔ جبکہ کفار قتل کے درپے تھے خیبر میں نماز عصر جانے دی مگر حضور کے آرام میں خلل نہ آنے دیا معلوم ہوا کہ نماز سے خدمت مصطفےٰ ہے [5] حضور نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولی اس کے علی مولا ہیں۔ مولا بمعنی مالک بھی آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضرت علی کے غلام ہیں۔

ہو چشتی قادری یا نقشبندی سہروردی ہو
ملا سب کو ولایت کا انہی کے ہاتھ سے ٹکڑا

ہے[1] صدقہ میل پھر اس پاک و ستھرے گھر کو کیوں ہو
کہ دنیا کھا رہی ہے جس کی آلِ پاک کا صدقہ

علی مشکلکشا ہیں سب کے سالک کا سہارا ہیں
ہر اک محتاج ان کا ہو جواں بڈھا ہو یا بچہ

قصیدہ (۲۵)

معروضہ بارگاہ ام المومنین محبوبہ محبوب رب العالمین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اس مبارک ماں پہ صدقہ کیوں نہ ہو سب اہلِ دین
جو ہو اُمّ المومنین بنت امیر المومنین

جن[2] کا پہلو ہو نبی کی آخری آرامگاہ
جن کے حجرے میں قیامت تک نبی ہوں جاگزیں

آستاں[3] ان کا فرشتوں کی زیارتگاہ ہے
کیونکہ اس میں جلوہ فرما ہیں امام المرسلین

آپ کے دولت کدہ میں دولتِ دارین ہے
اس زمیں پر پھر نہ کیوں قرباں ہو عرش بریں

کیا مبارک نام ہے کیسا پیارا ہے لقب
عائشہ محبوبۂ محبوب ربّ العالمین

آپ صدیقہ پدر صدیق اور شوہر نبی
میکہ و سسرال اعلیٰ آپ خود ہیں بہترین

کیوں نہ ہو رتبہ تمہارا اہل ایماں میں بڑا
سب تو ہیں مومن مگر ہیں آپ اُمّ المومنین

دی[4] گواہی آپ کی عفت کی سورۂ نور نے
مدح کرتا ہے تیری عصمت کی قرآن مبین

ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پہ
اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین

---

[1] سادات کرام کو زکوٰۃ کھانا جائز نہیں کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور وہ طیّب و طاہر حضرات [2] حضور کا وصال حضرت صدیقہ کی گود میں ہوا - اور آپ ہی کے حجرے میں دفن ہوئے [3] خانہ کعبہ کا حج سال میں ایک بار فرشتے کرتے ہیں اور صدیقہ کے مکان کا حج ملائکہ ہر وقت کرتے ہیں ۷۰ ہزار صبح سے شام تک اور ۷۰ ہزار شام سے صبح تک روضہ پاک گھیر کر سلام پڑھتے ہیں [4]

[4] کچھ لوگوں نے صدیقہ کو تہمت لگائی - قرآن میں اٹھارہ آیات میں ان کی پاک دامنی فرما کر سارے مسلمانوں کو گواہ بنا دیا کہ نمازی بھی نماز میں گواہی دے - سبحان اللہ عصمت یوسف علیہ السلام کی گواہی شیر خوار بچہ سے دلوائی اور عصمتِ صدیقہ کی گواہی رب نے خود دی -

آپ کا علم و فقہ تحقیق قرآن و حدیث — دیکھ کر حیراں ہیں سارے صحابہ تابعین
ناز برداری تمہاری کیوں نہ فرمائے خدا — نازنینِ حق نبی ہیں تم نبی کی نازنین
آیۂ تطہیر[1] میں ہے ان کی پاکی کا بیاں — ہیں یہ بی بی طاہرہ شوہر امام الطاہرین

سالکِ خستہ تمہارا گو ہے نالائق مگر!
ماں بُرے بیٹے کو اپنے سے جدا کرتی نہیں

(۲۶) قصیدہ

معروضہ بارگاہِ جناب آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا

صدقہ تم پر ہوں دل و جانِ آمنہ — تم نے بخشا ہم کو ایمان آمنہ[2]
جو ملا جس کو ملا تم سے مِلا — دین و ایمان علم و عرفان آمنہ
کل جہاں کی مائیں ہوں تم پر فدا — تم محمد کی بنیں ماں آمنہ
ابن مریم واقعی رب کے رسول — پر محمد کی بڑی شان آمنہ
جس[3] شکم میں مصطفےٰ ہوں جاگزیں — عرشِ اعظم سے ہے ذیشان آمنہ
تم سے ایمان و امانت اور امن — تم سے فیضانِ تم سے عرفاں آمنہ
آمنہ کے تین معنے بالیقین — یا امانت امن و ایمان آمنہ

---

[1] حق یہ ہے کہ آیۂ تطہیر میں ازواج و اولاد یعنی اہل بیت ولادت اور اہل بیت سکونت سب داخل ہیں حضرت حنہ اور مریم و عیسٰی علیہ السلام کو رب نے آلِ عمران فرمایا۔ حالانکہ حنہ عمران کی بیوی ہیں اور مریم بیٹی اور عیسٰی علیہ السلام نواسے اسی طرح اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ میں ہے [2] آمنہ میں چار حرف ہیں۔ الف۔ میم۔ نون اور ہ۔ الف سے اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ میم سے محمد کی جانب۔ ن سے نور کی طرف اور ہ سے ہدایت کی جانب۔

[3] آمنہ یا تو ایمان سے بنا ہے یا امن سے یا امانت سے۔ یعنی ایمان والی بی بی یا امان والی بی بی یا امانت والی بی بی۔ رضی اللہ عنہا۔

تم سے[1] اللہ و محمد ہیں عیاں — نورِ ہدیٰ تم ہیں پنہاں آمنہ
ہم ہیں مومن اور تم ایمان بخش — چشمۂ دیں تم سے رواں آمنہ
تیری تربت کا مجاور میں بنوں — پھر نکالوں دل کے ارماں آمنہ
مہبطِ[2] قرآں نبی ہیں اور تم — ہو نبی کی محترم ماں آمنہ

ہے یہ سالک آپ کے در کا فقیر
مانگتا ہے امن و ایمان آمنہ

(۲۷) قصیدہ

معروضہ بارگاہ شہزادیِ کونین اُمّ الحسنین خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

ہے رتبہ اس لئے کونین میں عصمت کا عفت کا — شرف حاصل ہے اُن کو دامنِ زہرہ سے نسبت کا
جو جانا خلد میں ہو پائے زہرہ سے لپٹ جاؤ — جسے کہتے ہیں جنت ملک ہے خاتونِ جنت کا
نبی کے دل کی راحت اور علی کے گھر کی زینت ہیں — بیاں کس سے ہو ان کی پاک طینت پاک طلعت کا
انہی کے ماہ پارے دو جہاں کے لاج والے ہیں — یہ ہی ہیں مجمع بحرین[3] سرچشمہ ہدایت کا
رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا — کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیرِ نبوت کا
بتول و فاطمہ زہرہ لقب اس واسطے پایا — کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

[1] قرآن کا نزول حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری جناب آمنہ کی گود میں ہوئی گویا آپ صاحبِ قرآن کا جائے نزول ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔
[2] جس سیپ میں موتی رہے وہ سیپ بھی قیمتی ہے جس غلاف میں قرآن مجید رہے وہ غلاف محترم ہے تو جس شکم اور جس گود میں جناب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم رہیں وہ شکم اور وہ گود کیسی ہے پھل کو دیکھکر درخت کا پتہ لگاؤ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر جناب آمنہ کی شان پہچانو۔
[3] سید دو طرح کے ہیں حسنی اور حسینی مگر یہ دونوں گروہ اس ذاتِ پاک میں جمع ہیں کہ حضرت خاتونِ جنت ہم شکل مصطفےٰ تھیں [5] مبسوط سرخسی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے جسم پاک کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے نیز مدارج النبوۃ میں ہے کہ آپ حیض سے پاک تھیں۔ زہرہ معنی کلی فاطمہ اور بتول معنی دنیا سے قطع تعلق فرمانے والی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ۔

نبی کی لاڈلی بیوی ولی کی ماں شہیدوں کی — یہاں جلوہ نبوّت کا ولایت کا شہادت کا
تعالی اللہ اس سعدین[۱] کے جوڑے کا کیا کہنا — کہ رحمت کی دلہن زہرہ علی دولہا ولایت کا
وہ عترت جو کہ اُمت کیلئے قرآن ثانی ہے — نبی کا ہے چمن یعنی شجر اس پاک نیت کا
وہ چادر جس کا آنچل چاند سورج نے نہیں دیکھا — بنے گی حشر میں پردہ گنہ گارانِ اُمّت کا
اگر سالک بھی یارب دعوئِ جنت کرے حق ہے — جو در زہرہ کی ہے یہ بھی تو ہے خاتونِ جنّت کا

قصیدہ (۲۷)

معروضہ بہ بارگاہِ سیّد الشہدا امام الاولیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ

سر وہ ہے جو کٹے اسلام کی خدمت کے لئے — آبرو وہ جو گئے دین کی عظمت کے لئے
جو کہ ہے دل سے جگر پارہ زہرہ پہ نثار — خلد ہے اس کیلئے اور وہ جنت کے لئے
بازو[۲] ہیں آلِ نبی جسم ہیں اصحاب رسول — للہ الحمد کہ مژدہ ہے یہ اُمت کے لئے
ہر ادنیٰ چیز ہوا کرتی ہے اعلیٰ پہ نثار — جسم ہے جاں کیلئے جاں ہے عزت کے لئے
کیوں جھکے سامنے دنی کے وہ ذاتِ عالی — جس کا ہر نقش قدم قبلہ ہو اُمّت کے لئے
نونہالِ چمنِ مصطفوی مرتضوی — جسے قدرت نے چنا زینتِ جنت کے لئے
جو کہ آغوشِ پیمبر میں پھلا پھولا تھا — کربلا میں وہ کٹا دین کی حفاظت کے لئے
ہاشمی باغ ہوا ہاشمی خون سے سیراب — باغِ زہرہ کٹا اس باغ کی زینت کے لئے

---

[۱] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے حضرت زہرہ کی موجودگی میں دوسرا نکاح جائز نہ تھا حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہیں تو میری فاطمہ کو طلاق دیدیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ السلام مالک احکام ہیں کہ مسلمانوں کو چار عورتیں جائز مگر کرم اللہ وجہہ کو نہیں اس کی تفصیل ہماری کتاب سلطنت مصطفےٰ میں دیکھو۔

[۲] کوئی سر پہ تلوار مارے تو ہاتھ اُسے روکتے ہیں یعنی ہاتھ کو سر پہ قربان کرتے ہیں اسی طرح زمین دانہ پر دانہ حیوان پر حیوان انسان پر قربان ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ پر قربان ہوتی ہے۔ لہذا بال جسم پر اور جسم جان پر اور جان مصطفےٰ علیہ السلام اور ان کی اولاد و صحابہ کرام پر قربان۔

استقامت پہ فدا ہیں تیری اے سنتِ حسین ۔۔۔ نہ گیا ہاتھ میں بے دین کے بیعت کے لئے
اس دوگانہ پر فدا ساری نمازیں جس میں ۔۔۔ دھار حلقوم پہ سر خم ہو عبادت کے لئے
کھل گیا اس سے اگر حق پر نہ ہوتے اصحاب[1] ۔۔۔ دستِ حسنین ہُوا ہِ نہ کبھی بیعت کے لئے
سالک اصحاب تو نورانی ہیں در آل ہے نور ۔۔۔ نور کو نوری کا حق تھا معیّت کے لئے

(۲۹)

بارگاہِ امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابو حنیفہ
ہمارے ملجاء ہمارے ماویٰ امام اعظم ابو حنیفہ

زمانہ بھر نے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا و لیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا امام اعظم ابو حنیفہ

سپہرِ علم و عمل کے سورج تمہی ہو سب ہیں تمہارے تارے
تمہی سے چمکا ہے جو بھی چمکا امام اعظم ابو حنیفہ

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایانِ دین نے مانا امام اعظم ابو حنیفہ

نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیب امت
سراجِ امت ملا ہو تم سا امام اعظم ابو حنیفہ

---

[1] امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کی جان دیدی اور خلفائے راشدین کی خلافت پر کوئی اعتراض نہ کیا معلوم ہوا کہ ان کی نگاہ میں وہ تمام خلافتیں حق تھیں حتیٰ کہ امیر معاویہ کو بھی خلافت دیدی اور جنگ نہ کی نیز تقیہ کی جڑ کٹ گئی کہ کربلا میں اس قدر بے سر و سامانی کے باوجود تقیہ نہ کیا کیونکہ تقیہ تو منافقین کرتے ہیں [2] باقی ائمہ مجتہدین امام اعظم کے یا تو شاگرد ہیں یا شاگرد کے شاگرد امام شافعی کی والدہ سے امام محمد نے نکاح کیا اور ان کی تصنیفات سے امام شافعی نے بہت فائدہ حاصل کیا امام مالک نے فقہ میں امام محمد کی شاگردی کی اور حدیث میں امام محمد نے ان کی شاگردی کی ۔

خدا نے تجھ کو وہ دی ہے نعمت کہ تیرا منسوب بھی ہے مرفوع
تری اضافت[1] میں رفع پایا امام اعظم ابو حنیفہ

ہوا اولی الامر[2] سے یہ ثابت کہ تیری طاعت ضروری واجب
خدا نے تم کو کیا ہمارا امام اعظم ابو حنیفہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا امام اعظم ابو حنیفہ

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری[3] و مسلم ابن ماجہ امام اعظم ابو حنیفہ

کہ جتنے فقہاء محدثین ہیں تمہارے خرمن سے خوشہ چیں ہیں ؟
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ امام اعظم ابو حنیفہ

سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

خبر لے اے دستگیر امت ہے سالک بے خبر پہ شدت
وہ تیرا ہو کر پھرے بھٹکتا امام اعظم ابو حنیفہ

———(۰۰)———

۱ بقاعدۂ نحو اضافت سے زیر ہوتا ہے مگر امام اعظم کی اضافت نے رفع یعنی بلندی دی ۲ قرآن میں ہے اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم یعنی خدا اور رسول امر والوں کی طاعت کرو اور وہ علمائے حقانی ہیں خصوصاً مجتہدین ۳ وہابی تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں اور مشرک کی حدیث معتبر نہیں حالانکہ مسلم اور ترمذی وغیرہ تمام محدثین مقلد ہی ہیں تو ان میں سے کسی کی روایت معتبر نہیں ہونی چاہیئے امام بخاری بہت سے حنفی محدثین کے شاگرد ہیں دیکھو عینی شرح بخاری اور دیگر محدثین امام بخاری کے شاگرد تو بالواسطہ تقریباً تمام محدثین حضرت امام اعظم کے شاگرد ہوئے ۴ حضرت امام کا لقب ہے سراج الامت یعنی امت کے چراغ جو کوئی بغیر چراغ کے حدیث پڑھے گا۔ وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکے گا۔ مولوی ثناء اللہ نے تفسیر لکھی جس میں کفریات بھر دیئے خود غیر مقلدین نے اس پر فتوے دیئے یہ تقلید نہ کرنے کی برکت ہے ::

۳۰ اِلتجا

معروضہ بہ بارگاہ سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک خاص مصیبت پہ عرض کیا گیا
اور اللہ کے فضل سے فوراً مصیبت ٹل گئی

ہو گیا یا غوث میں برباد ہوتے آپ کے
رہ گیا میں بیکس و ناشاد ہوتے آپ کے

گھوم پھر کر دیکھا سب دروازے مجھ پر بند ہیں
اب کدھر جاؤں شہ بغداد ہوتے آپ کے

کربلا والوں کا صدقہ مجھ دکھی پر رحم کر
اب کہاں جا کر کروں فریاد ہوتے آپ کے

دیس چھوٹا سارے ساتھی چل دیئے منہ موڑ کر
رہ گیا پردیس میں ناشاد ہوتے آپ کے

سید البغداد والے یہ مدد کا وقت ہے
مجھ پہ کیسی پڑ گئی افتاد ہوتے آپ کے

تم سخی ابن سخی ابن سخی ہو خسروا!
یہ گدا کس کو کرے پھر یاد ہوتے آپ کے

تم شہِ بغداد مولا میں غلام خانہ زاد
رنج و غم سے کیوں نہ ہوں آزاد ہوتے آپ کے

عبدِ قادر آپ ہیں ہر شئی پہ قادر آپ ہیں
پھر کہوں کس سے پئے امداد ہوتے آپ کے

آپ کا ارشاد ہے مُرِیدِی لَا تَخَف
رنج میں ہے سالک ناشاد ہوتے آپ کے

۳۱ قصیدہ

ہیں میرے پیر لاثانی محی الدین جیلانی
نبی کی شمع نورانی محی الدین جیلانی

علی کے لاڈلے نور نگاہ حضرت زہرہ
رسول اللہ کے جانی محی الدین جیلانی

لقب ہے قطبِ ربانی شرف محبوب سبحانی
ہے رخ قندیل نورانی محی الدین جیلانی

بلاد اللہ ملکی تخت حکمی سے ہوئی ثابت
جہاں میں تیری سلطانی محی الدین جیلانی

عزم تا قل عند اللہ تعالیٰ شان عالی ہے — نہیں کوئی تیرا ثانی محی الدین جیلانی
بجز تیرے شہِ بغداد کوئی اور کیا جانے — میرے دل کی پریشانی محی الدین جیلانی
فقیرِ قادری ہیں بادشاہ قادری تم ہو — ہو دردِ دل کی درمانی محی الدین جیلانی
خوشی سے کردو مثلِ درمیرے غنچۂ دل کو — پئے سلطان سمنانی محی الدین جیلانی
تمہارا اک اشارہ ہو تو میرا کام بن جائے — رفع ہو ساری حیرانی محی الدین جیلانی
مدد کا وقت ہے مشکل کشائی کے لئے آؤ — ہے بحرِ غم میں طغیانی محی الدین جیلانی
غلام در گہ والا ہے سالک پھر کدھر جائے — سنانے رنج پنہانی محی الدین جیلانی

(۳۲) قصیدہ

معروضہ بہ بارگاہِ مرشد حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی

اے باغِ بہارِ ایماں مرحبا صد مرحبا — اے چراغِ بزمِ عرفاں مرحبا صد مرحبا
تم سے رونق دین کی تم سے بہارِ ایمان کی — حامیِ دینِ نبی ہو اہلِ دیں کے مدعا
بے گماں جانِ رسول اللہ سے اللہ کو — رہبری سے تیری پایا ہم نے بابِ مصطفےٰ
آپ کی تقریر ہے بے شبہ تفسیرِ حدیث — آپ کی تحریر ہے بیماریٔ دل کی دوا
آپ کے سایہ میں گر آ جائے کرگس تو وہ ہے ہما — آپ کی چشمِ کرم سے مِس بھی بن جائے طلا
کیوں نہ ہو تم پہ تصدق اہلِ دل اہلِ نظر — جانشینِ مصطفےٰ ہو نورِ چشمِ مصطفےٰ

تم نعیمِ دین ہو سالک فقیرِ دین ہے!
حق تعالیٰ نے تمہیں منعم کیا اس کو گدا

ل خود میرا اپنا واقعہ ہے کہ جب میں میٹرک سے مرادآباد پڑھنے آیا تو نہ دین و مذہب تھا نہ اعمال کیونکہ دیوبندیوں کی صحبت ملی تھی۔ اسی ذات کے صدقہ سے مجھے ایمان ملا اور علم سے قلب منور ہوا۔ دام ظلہم
سل حضرت مرشد برحق سید بھی تھے اور بے مثل عالمِ دین بھی۔ علمائے دین جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سید اولاد

(۳۳) قصیدہ

معروضہ بارگاہِ مرشدِ برحق ناصرِ ملت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی

جس نے دکھایا طیبہ و قبلہ تمہی تو ہو
جس میں نبی کو دیکھا وہ شیشہ تمہی تو ہو

اہلِ نظر کے تم ہی تو ہو مطمحِ نظر
اور اہلِ دل کے دل کی تمنا تمہی تو ہو

تم وارثِ علومِ حبیبِ الٰہ ہو
اور ناصرِ شریعتِ بیضا تمہی تو ہو

اس گلستانِ دین کی تم ہی بہار ہو
اور بزمِ سنّت کا اجالا تمہی تو ہو

دین کے نعیم، مظہرِ شانِ معین ہو
کمزور و بے نوا کا سہارا تمہی تو ہو

سب اہلِ عقل صدرِ افاضل نہ کیوں کہیں
وہ سب ہیں خاتم ان کے نگینہ تمہی تو ہو

ہے نجدیوں کے قلب میں آرا تمہاری ذات
اور سنیوں کی آنکھ کا تارا تمہی تو ہو

تقریر جس کی قہرِ الٰہی عدو پہ ہے
اور اہلِ دین پہ رحمتِ مولا تمہی تو ہو

جس کا قلم کہ نیزۂ باطل شکن بنا
اور دینِ مصطفیٰ کا ہے پایہ تمہی تو ہو

ہم سب بھٹکے جہل کی شبِ تاریک میں پھنسے
شب جس سے کٹ گئی وہ سویرا تمہی تو ہو

دل کی مراد آپ کی خوشنودیٔ مزاج
اور سالکِ فقیر کے منشا تمہی تو ہو

(۳۴) قصیدہ

دیگر معروضہ بارگاہِ مرشدِ کامل استاذ العلماء صدر الافاضل مرادآبادی

نعیمِ دین و ملت ناصرِ شرعِ مبیں تم ہو
معینِ اہلِ سنّت ناشرِ احکامِ دیں تم ہو

لقب صدرالافاضل آپ نے پایا زمانہ میں
امامِ اہلِ سنت دین کے حبلِ متیں تم ہو

ہو ملجا اہلِ دین کے اور ماوی اہلِ ملت کے
وہابی کا جگر ہو جس سے شق وہ سیفِ دیں تم ہو

وہابی دیوبندی قادیانی نیچری سارے
فنا دم سے تمہارے کا سرِ اعداءِ دین تم ہو

مٹایا کفر کو تم نے بجایا دین کا ڈنکا
پناہِ اہلِ دیں اور قامعِ کفر مبین تم ہو

گزاری عمر ساری خدمتِ دینِ محمدؐ میں
دل و جان سے معینِ دینِ ختم المرسلیں تم ہو

تمہاری دید ہم سب خادموں کی عید ہے آقا
قرارِ بے قراراں اور راحتِ قلبِ حزیں تم ہو

منوّر آپ سے ہے بزمِ ایمانی و ایقانی
سراجِ بزمِ عرفاں صاحبِ علم الیقیں تم ہو

نہ کیوں اہلِ زباں فخر الاماثل آپ کو مانیں
اماثلِ خاتمِ دیں اور خاتم کے نگیں تم ہو

ہوا گو ہے مخالف اور ہیں اعدائے دیں درپے
مگر کیا خوف ہو سالک کو جب اسکے معیں تم ہو

۴۵ دُعا

نہ مجھ کو خدا، مال و زر چاہیئے
نہ یاقوت و لعل و گوہر چاہیئے

نہ کوئی رسوخ و اثر چاہیئے
فقط تیری سیدھی نظر چاہیئے

زمانہ کی خوبی زمانے کو دے
مجھے صرف دردِ جگر چاہیئے

رہے جس میں عشقِ حبیبِ خدا
وہ دل وہ جگر اور وہ سر چاہیئے

کوئی راج چاہے کوئی تخت و تاج
مجھے تیرے پیارے کا در چاہیئے

بنے جس میں تقدیر بگڑی ہوئی
الٰہی مجھے وہ ہنر چاہیئے

ہیں دنیا میں لاکھوں بشر پر وہاں
خبر کے لئے بے خبر چاہیئے

خزانے سے رب کے جو چاہو سو لو
نبی کی غلامی مگر چاہیئے

دعائیں تو سالکؔ بہت ہیں مگر
اثر کے لئے چشمِ تر چاہیئے

شاہزادئ اسلام مالکۂ دار السّلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح

گوشِ دل سے مومنو سُن لو ذرا
ہے یہ قصہ فاطمہ کے عقد کا

پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی
اور تھی بائیس سال عمرِ علی

عقد کا پیغام حیدر نے دیا — مصطفےٰ نے مرحبا اہلاً کہا
پیر کا دن سترہ ماہِ رجب — دوسرا سن ہجرتِ شاہِ عرب
پھر مدینہ میں ہوا اعلانِ عام — ظہر کے وقت آئیں سارے خاص و عام
اس خبر سے شور برپا ہو گیا — کوچہ و بازار میں غل سا مچا
آج ہے مولےٰ کی دختر کا نکاح — آج ہے اس نیک اختر کا نکاح
آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح — آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح
خیر سے جب وقت آیا ظہر کا — مسجد نبوی میں مجمع ہو گیا
ایک جانب ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ — اک طرف عثمانؓ بھی ہیں جلوہ گر
ہر طرف اصحاب اور انصار ہیں — درمیاں میں احمد و مختار ہیں
سامنے نوشہ علی مرتضےٰ — حیدرِ کرار شاہِ لافتیٰ
آج گویا عرش آیا ہے اُتر — یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر
جمع جب یہ سارا مجمع ہو گیا — سید الکونین نے خطبہ پڑھا
جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفےٰ — عقد زہرا کا علی سے کر دیا
چار سو مثقال چاندی مہر تھا — وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا
بعد میں خرمے لٹائے لا کلام — ماسوا اس کے نہ تھا کوئی طعام
ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی — اور ہر اک نے مبارکباد دی
گھر سے رخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں — والدہ کی یاد میں رونے لگیں
دی تسلی احمدِ مختار نے — اور فرمایا شہِ ابرار نے
فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم — میکہ و سسرال میں اعلیٰ ہو تم
باپ تمہارے امام الانبیاء — اور شوہر اولیاء کے پیشوا
ماہِ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی — تب علی کے گھر میں اک دعوت ہوئی
جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں — کچھ پنیر اور تھوڑے سے خرمے بیگماں
اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے — اور یہ دعوت سنتِ اسلام ہے

سب کو اُن کی راہ چلنا چاہیئے
اور بُری رسموں سے بچنا چاہیئے

جہیز

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا
سُن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

ایک چادر سترہ پیوند کی
مصطفےٰ نے اپنی دُختر کو جو دی

ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف
ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف

جس کے اندر اُون نہ ریشم رُوئی
بلکہ اس میں چھال خُرمے کی بھری

ایک چکی پیسنے کے واسطے
ایک مشکیزہ تھا پانی کے لیئے

ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں
نقرئی کنگن کی جوڑی ہاتھ میں

اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا
ایک جوڑا بھی کھڑاوٗں کا دیا

شاہ زادی سیّد الکونین کی
بے سواری ہی علی کے گھر گئیٔ

واسطے جن کے بنے دونوں جہاں
اُن کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں

اس جہیزِ پاک پر لاکھوں سلام
صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام

شاہزادیٔ کونین کی زندگیٔ پاک

آئیں جب خاتونِ جنّت اپنے گھر
پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر

کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے
ہاتھ میں چکّی سے چھالے پڑ گئے

دی خبر زہرا کو اسد اللہ نے
بانٹے ہیں قیدی رسول اللہ نے

ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے
اس مصیبت سے تمہیں راحت ملے

سُن کے زہرا آئیں صدیقہ کے گھر
تا کہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر

پر نہ تھے دولتکدہ میں شاہِ دیں
والدہ سے عرض کر کے آ گئیں

گھر میں جب آئے حبیبِ کبریا — والدہ نے ماجرا سارا کہا
فاطمہ چھالے دکھلانے آئی تھیں — گھر کی تکلیفیں سنانے آئی تھیں
آپ کو گھر میں نہ پایا شاہِ دیں — مجھ سے سب دکھ درد اپنا کہہ گئیں
ایک خادم آپ اگر ان کو بھی دیں — چکی اور چولھے کے وہ دکھ سے بچیں
سن لیا سب کچھ رسولِ پاک نے — کچھ نہ فرمایا شہِ لولاک نے
شب کو آئے مصطفےٰ زہرہ کے گھر — اور کہا دختر سے اے جانِ پدر
ہیں یہ خادم ان یتیموں کے لئے — باپ جن کے جنگ میں مارے گئے
تم پہ سایہ ہے رسول اللہ کا — آسرا رکھو فقط اللہ کا
ہم تمہیں تسبیح اک ایسی بتائیں — آپ جس سے خادموں کو بھول جائیں
اولاً سبحان ۳۳ بار ہو — اور پھر الحمد اتنی ہی پڑھو
اور ۳۴ بار ہو تکبیر بھی — تاکہ سَو ہو جائیں یہ مل کر سبھی
پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح و شام — ورد میں رکھنا اسے اپنے مدام
خلد کی مختار راضی ہو گئیں — سن کے یہ گفتار خوش خوش ہو گئیں

سالک ان کی راہ جو کوئی چلے
دین و دنیا کی مصیبت سے بچے

مناجات

کہاں ہو یا رسول اللہ کہاں ہو؟ — مری آنکھوں سے کیوں ایسے نہاں ہو
گدا بن کر میں ڈھونڈوں تم کو در در — مرے آقا مجھے چھوڑا ہے کس پر
اگر میں خواب میں دیدار پاؤں! — لپٹ قدموں سے بس قربان جاؤں
تمنا ہے تمہارے دیکھنے کی — نہیں ہے اس سے بڑھ کر کوئی نیکی
بسو دل میں سما جاؤ نظر میں — ذرا آ جاؤ اس ویرانہ گھر میں

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ | نکالو بحرِ غم سے یہ سفینہ
چھڑا لو غیر سے اپنا بناؤ | ہیں سب اچھوں کے بد کو تم نبھاؤ
مری بگڑی ہوئی حالت بنا دو | مری سوئی ہوئی قسمت جگا دو
تمہارے سینکڑوں ہم سے گدا ہیں | ہمارے آپ ہی اک آسرا ہیں
کھلائیں نعمتیں مجھ بے ہنر کو | دے آرام مجھ گندے بشر کو
نہیں ہے ساتھ میرے کوئی توشہ | کٹھن منزل تمہارا ہے بھروسہ
کھلیں جب روزِ محشر میرے دفتر | رہے پردہ مرا محبوب داور
میں بے زر بے ہنر بے پر ہوں سالک | گدا اُن کا ہوں وہ ہیں میرے مالک

عرضِ گدا بوقتِ وداع

تیسرے[۳] حج پر مدینہ منوّرہ سے رُخصت کے وقت عرض کیگئی

الوداع اے سبز گنبد کے مکیں | الفراق! اے رحمۃٌ للعالمین
الوداع اے مظہرِ ذاتِ خدا | الفراق! اے خلق کے مشکل کشا
الوداع اے شہرِ پاکِ مصطفےٰ | الفراق اے مہبطِ وحیِ خدا
جا رہا ہے اب ہمارا قافلہ | اے در و دیوارِ شہرِ مصطفےٰ
یاد تیری جس گھڑی بھی آئیگی | ہے یقیں دل کو بہت تڑپائیگی
اے دلوں کے چین اے پیارے نبی | لو غلاموں کا سلامِ آخری
دُور سے آئے تھے پردیسی غلام | عرض کرنے کو غلامانہ سلام
آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب | یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ گے کب؟
چشمِ رحمت سے نہ تم کرنا جدا | رکھنا اپنے سائے میں ہم کو سدا
اے مدینہ والو تم سب خوش رہو | دامنِ محبوب میں پھولو پھلو

عرض اتنی ہے مگر اے دوستو! | یاد ہم کو بھی کبھی کر لیجیو
آخری دیدار ہے اے زائرو | خوب جی بھر کر یہ گنبد دیکھ لو
کیا خبر ہے خوب دل میں سوچ لو | پھر مقدر میں ہو آنا یا نہ ہو
یہ کوئی دم میں چھپا جاتا ہے اب | فاصلہ کوسوں ہوا جاتا ہے اب
پھر کہاں تم اور کہاں یہ دوستو | دیدِ آخر کو غنیمت جان لو!

ہے دعا سالک کی اے یارِ خدا
زندگی میں پھر مدینہ دے دکھا

مختلف اشعار

اے کریم از ما جفا از تو وفا | اے رحیم از ما خطا از تو عطا
کارِ ما بدکاری و شرمندگی | کارِ تو ستاری و بخشندگی

الٰہی بہ عصیاں شدم در وحل | بہ جرمم گرفتی بہ عفوت بہ حل

شدم قیدی بہ جرم و بے حیائی | رہائی یا رسول اللہ رہائی
رہا کردی غزالے را ز دامے | عطا کن زیں بلا مارا رہائی

وا حسرتا

اہلِ سنّت بہرِ قوالی و عُرس | دیوبندی بہرِ تصنیفات و درس
خرچِ سُنّی بر قبور و خانقاہ | خرچِ نجدی بہرِ علوم و درسگاہ!



قصیدہ
در شانِ غوثِ پاک

غوثِ اعظم دستگیرِ بے کساں
غوثِ اعظم رہنمائے گمرہاں
غوثِ اعظم بیکسوں کے دادرس
غوثِ اعظم خلق کے فریاد رس
غوثِ اعظم گلشنِ زہرا کے پھول
غوثِ اعظم قرۃ عینِ رسول
غوثِ اعظم ڈوبتوں کے ناخدا
غوثِ اعظم محیِ دینِ مصطفےٰ
غوثِ اعظم واقفِ اسرارِ ہو
غوثِ اعظم مظہرِ قدرت ہو بہو
غوثِ اعظم شاہ بازِ لامکاں
جن کی نظروں میں زمین و آسماں
غوثِ اعظم صاحبِ ایوان و تخت
جس نے چوروں کو بنایا قطبِ وقت
غوثِ اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں
غوثِ اعظم کی نگاہِ لطف سے
نکلے بارہ سال ڈوبے ہوئے

غوثِ اعظم اب مدد کی بار ہے
سالکِ خستہ نحیف و زار ہے

ترمیم شدہ شعر

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاءؑ
چوں جنابِ مصطفےٰ در انبیاءؑ

نظم :

جب حضرت حکیم الامّت گجرات تشریف لائے تو گجرات میں بہت جہالت کی رسمیں قائم اور وہابیت عروج پر تھی۔ آپ کی تبلیغ کی برکت سے جہاں گجرات کا علاقہ علم و عرفان کا گہوارہ بنا وہاں وہابیت کے زور ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ جاہلانہ رسموں کی بھی سخت مخالفت ہُوئی۔ اور بہت سے لوگ شادی بیاہ کی فضول اور خلافِ شرع رسومات سے تائب ہوئے۔ لالہ **فضل** مرحوم یگانوالہ آپ ہی کے درس قرآن سے متاثر ہو کر برادری کی بُری رسومات کے خلاف عملی جہاد میں مشغول ہوئے۔ سب برادری کو ناراض کر کے اللہ رسول کو راضی کیا اور اپنی پہلی بیٹی لختِ جگر کی شادی ایسی سادگی سے کی کہ دورِ صحابہ یاد آ گیا۔ اور ایسی لذت آئی کہ کئی مسلمانوں نے ان کی پیروی کی اسی پر نورِ شادی کا نقشہ خود حکیم الامت نے بصورتِ نظم کھینچا ہے :

مبارک فضل بھائی کو عجب ہی نور چھایا ہے !
شبِ اسرا کے دولھا نے انہیں دولھا بنایا ہے

جگایا تم نے عزت کو مٹایا تم نے بدعت کو
لہٰذا سو شہیدوں کا اجر و ثواب پایا ہے

کیا ناراض سب کو اور راضی کر لیا رب کو
غرض کہ اس تجارت میں نفع کافی کمایا ہے

رسول اللہ تم سے خوش ہیں اور اللہ بھی راضی

عمل سے تم نے امت کو سبق اچھا پڑھایا ہے
یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو مبارک ہو
کہ اس شادی میں حضرت فاطمہ زہرا کا سایہ ہے
وہ آگے نعت خوانی اور درودِ پاک کی کثرت
خدا و مصطفیٰ کے ذکر سے شیطاں بھگایا ہے
یہ آوازیں یقیناً سبز گنبد میں بھی پہنچی ہیں
احادیثِ نبی نے ہم کو یہ مژدہ سُنایا ہے
جہیزِ مختصر سے فاطمہ کی یاد تازہ کی
ولیمہ کی ضیافت میں عجب ہی لطف آیا ہے

دُعا سالکؔ کی یہ ہے فضل پر فضلِ الٰہی ہو
رہے یہ درس قائم جس سے سب نے فیض پایا ہے



بکتابت سید فاضل شاہ انور قلمکار
گجرات
۷/۵ ۲